لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿سورة الأحزاب/٥٦﴾

اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ﴿سورة الأحزاب/٦﴾

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل ایمان پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق بنتا ہے۔

والدین، اولاد اور تمام لوگوں کے بالمقابل میری محبت جب تک غالب نہ ہو

تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا۔ ﴿صحیح بخاری و صحیح مسلم بروایت انس رضی اللہ عنہ﴾

عید

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿سورة الأحزاب/٥٦﴾

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ﴿سورة الأحزاب/٦﴾

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل ایمان پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق بنتا ہے۔

والدین، اولاد اور تمام لوگوں کے بالمقابل میری محبت جب تک غالب نہ ہو
تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا۔ ﴿صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت انس رضی اللہ عنہ﴾

مصلیان مسجد رحمانیہ، اے سی گارڈ، حیدرآباد۔
Email : masjidrahmania@gmail.com

2013

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی رسولہ الأمین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، أما بعد :

نبی ﷺ سے محبت ایمان کی علامت

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، اور تعظیم ومحبت، دراصل اللہ تعالی ہی کی اطاعت، اور اللہ تعالی سے محبت کا تقاضا ہے، جسے اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر فرض اور واجب قرار دیا ہے، (۲) اور نبی ﷺ پر ایمان کے ساتھ جوڑ کر رکھا ہے، (۳) جو اگر اپنی جان، (۴) والدین، اولاد، اور تمام لوگوں سے محبت پر غالب آ جائے تو حقیقی ایمان کی علامت، (۵) مٹھاس، چاشنی وحلاوت (۶) اور قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی صحبت ورفاقت کا ذریعہ ہے، (۷) ورنہ اللہ کے عذاب کا خدشہ لگا رہتا ہے، (۸) کیونکہ نبی ﷺ کا مؤمنوں پر مؤمنوں کی جان سے بھی زیادہ حق بنتا ہے (۹) لہذا اگر کوئی شخص اللہ تعالی سے محبت کا دعوی تو کرے لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع سے منہ موڑے تو قرآن مجید کی رو سے وہ ناپسندیدہ بلکہ کافر ہے۔(۱۰)

---

(۱) سورۃ النساء/۸۰۔ (۲) سورۃ الفتح/۹۔ (۳) سورۃ الأعراف/۱۵۷۔ (۴) صحیح بخاری بروایت عبداللہ بن ہشام رضي الله عنه۔ (۵) صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت انس رضي الله عنه۔ (۶) صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت انس رضي الله عنه۔ (۷) صحیح بخاری بروایت انس رضي الله عنه۔ (۸) سورۃ التوبہ/۲۴۔ (۹) سورۃ الأحزاب/۶۔ (۱۰) سورہ آل عمران/۳۱-۳۲۔

ہمارا دین ناقص نہیں بلکہ مکمَّل ہے

اللہ تعالیٰ نے اس دین کو مکمل کر دیا ہے،(۱) اسی لیے رسول اللہ ﷺ بلکہ تمام انبیاء نے اپنی اپنی امت کو ہر خیر و شر سے آگاہ کیا،(۲) بِعَینِہٖ جنت سے قریب کرنے والی اور جہنَّم سے دور کرنے والی ہر شے بھی کھلے طور پر بتلا دی،(۳) نیز حَجَّۃُ الوَداع کے موقع پر صحابہ کرام نے شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دین کو بندوں تک مکمل پہنچا دیا ہے،(۴) لہٰذا اب یہ دین اس قدر واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جو بھی دین میں ٹیڑھا پن اختیار کرے گا تو وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گا،(۵) کیونکہ پوشیدہ انجام پانے والے کام جیسے استنجاء (وغیرہ) کے آداب بھی ہمیں دین میں بتلا دیے گیے ہیں،(۶) جب دین کی اس قدر تکمیل ہو چکی، ہر خیر و شر سے آگاہ کر دیا گیا، جنت سے قریب کرنے والا اور جہنم سے دور کرنے والا ہر عمل بتلا دیا گیا تو اسی کامل دین اسلام پر بندہ مؤمن کی موت واقع ہونی چاہیے (۷) جس میں جس طرح کسی کمی کی گنجائش نہیں ہے اسی طرح ادنیٰ سے اضافے کا بھی امکان نہیں ہے۔

---

(۱) سورۃ المائدۃ/۳، وسورۃ الأنعام/۱۱۵۔ (۲) صحیح مسلم بروایت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما (۳) معجم طبرانی کبیر بروایت ابوذر رضی اللہ عنہ بسند صحیح۔ (۴) صحیح بخاری بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ (۵) سنن ابن ماجہ بروایت عرباض رضی اللہ عنہ بسند صحیح۔ (۶) صحیح مسلم بروایت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔ (۷) سورہ آل عمران/۱۰۲۔

صحابہ وتابعین اور ائمہ ومُحدِّثین کا دین کی تکمیل کے بعد دین میں مختصر اور اچھے کام کے ادنی سے اضافے کو بھی ناپسند کرنا

سلف صالحین، اور ائمہ وتابعین، دین کی اس قدر تکمیل کے بعد دین میں اچھی بات کے ادنی سے اضافے کو بھی ناپسند کیا کرتے تھے، اس سلسلے میں چند واقعات پیش خدمت ہیں :

☆ معاویہ رضی اللہ عنہ نے (طواف کے دوران) کعبۃ اللہ کے چار رکنوں کو ہاتھ لگایا، اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (سنت کے مطابق) حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ بقیہ دو رکنوں کو ہاتھ نہیں لگایا جائے گا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کعبۃ اللہ کی کوئی بھی شے نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے،(۱) اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے، پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے سچ اور صحیح فرمایا۔(۲)

☆ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ، اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس طرح تعلیم نہیں دی ہے، (بلکہ) ہمیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہنا سکھلایا ہے۔(۳)

☆ مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو کوئی آدمی ظہر یا عصر کی نماز سے پہلے اذان ہو جانے کے بعد مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز کے لیے آنے کا حکم دے رہا تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے حکم دیا کہ ہمیں یہاں سے لے چلو کیونکہ یہ کام بدعت ہے۔(۴)

---

(۱) صحیح بخاری بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کتاب الحج، باب من لم يستلم إلا الركنين اليمانيين۔

(۲) مسند احمد بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما بسند حسن لغیرہ ج/۳ ص/۳۷۰ ح/۱۸۷۸ بتحقیق شعیب الأرناؤط۔

(۳) جامع الترمذی بروایت نافع رحمہ اللہ بسند حسن، کتاب الأدب، باب ما يقول العاطس إذا عطس۔

(۴) سنن ابی داود بروایت مجاہد رحمہ اللہ بسند حسن کتاب الصلاۃ، باب في التثويب۔

☆ لوگ مسجد میں حلقوں کی شکل میں بیٹھ کر ہاتھ میں کنکریاں لیے سو دفعہ اَللّٰہُ أَکْبَرُ، سو دفعہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اورسو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ رہے تھے توابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنے گناہ گنو' اے امت محمد! تم ہلاک وبرباد ہوجاؤ' کتنی جلدتم ہلاکت کے دہانے پر پہنچ گیے ہو' جب کہ تمہارے نبی ﷺ کے صحابہ بکثرت موجود ہیں' اوررسول اللہ ﷺ کے ملبوسات (کپڑے) بوسیدہ نہیں ہوے ہیں' اورظروف (برتن) بھی نہیں ٹوٹے ہیں (یعنی رسول اللہ ﷺ رفیق اعلی اللہ تعالی سے مل کرطویل عرصہ نہیں گزرا)' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم یاتو محمد ﷺ کے دین سے بہترین دین پر ہو یاپھر گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو' ان لوگوں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! (ابن مسعود) اللہ کی قسم' ہمارامحض خیر کاارادہ تھا اس پرصحابی رسول نے فرمایا کہ (اس غیرشرعی وغیرسنّی طریقے سے) خیر کاارادہ رکھنے والے کتنے ایسے افراد ہیں جنہیں خیر ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا' یہ فرمایااور چلے گئے' ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے بھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس شدید ردعمل سے اتفاق کیا' راوی کا مشاہدہ تھاکہ حلقوں کی شکل میں ذکرکرنے والوں کی اکثریت کا تعلق علی رضی اللہ عنہ کے قاتلین خوارج سے تھا۔(۱)

مذکورہ حدیث سے پتہ چلا کہ عبادات میں نئے طریقوں (بدعات) سے اختلاف رکھنا عبادات کا انکارکرنانہیں بلکہ عبادات میں صرف بدعات سے اختلاف رکھنا ہے۔

مزید معلوم ہوا کہ عبادات میں غیرشرعی طریقے سے کثرت نہیں بلکہ اخلاص واتباع سنت والی کیفیت مطلوب ہے' خواہ وہ باعتبار مقدار کم ہی کیوں نہ ہو۔

مزید معلوم ہوا کہ ایک چھوٹی بدعت ایک سنگین جرم کا سبب بن سکتی ہے جیسا کہ اجتماعی طور پر حلقوں کی شکل میں ذکرالہی کرنے والے امیرالمؤمنین خلیفۃ المسلمین علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی قاتل ثابت ہوئے ہیں۔

☆ طلوع فجر کے بعد سعید بن مُسیِّب رحمہ اللہ نے ایک شخص کو دورکعت سے زیادہ طویل رکوع وسجود والی رکعتیں اداکرتے ہوئے دیکھا تو منع کیا' اس پر اس شخص نے دریافت کیا کہ کیااللہ تعالی مجھے نماز پڑھنے پربھی عذاب دے گا؟ توبطورجواب فرمایا کہ نہیں' لیکن (عبادت کی ادائیگی میں) سنت کی خلاف ورزی پر تمہیں عذاب دے گا۔(۲)

---

(۱) سنن دارمی بروایت علی رضی اللہ عنہ کے حامی عمرو بن سلمہ الہمدانی رحمہ اللہ بسند صحیح' المقدمة' باب في كراهية أخذ الرأي۔ (۲) سنن کبری للبیہقی بقول سعید بن میسّب رحمہ اللہ بسند صحیح' كتاب الصلاة' باب من لم يصل بعد الفجر إلا ركعتي الفجر ثم بادر بالفرض۔

☆ امام مالک رحمہ اللہ سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ میں کہاں سے اِحرام باندھوں؟ تو فرمایا کہ ذوالحلیفہ سے، جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے، اس آدمی نے کہا کہ میں مسجد نبوی میں قبر کے پاس سے احرام باندھنا چاہتا ہوں، امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تم ایسا مت کرو، کیونکہ مجھے تمہارے متعلق فتنوں کا خدشہ ہے، اس شخص نے کہا کہ اس کام میں کونسا فتنہ ہے؟ چند زیادہ میلوں کی تو بات ہے، امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے بڑھ کر کونسا فتنہ ہوسکتا ہے کہ تم یہ سمجھنے لگو کہ تم ایسی فضیلت والا عمل کر رہے ہو جو رسول اللہ ﷺ نہیں کر سکے، میں اللہ تعالی کا فرمان سنا ہوں فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۱) یعنی جو لوگ حکم رسول ﷺ کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔(۲)

گزشتہ تمام تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن عباس، ابن عمر، ابوموسی اشعری اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم أجمعین جیسے جلیل القدر فقہاء، مُحدِّث و مُفسِّر صحابہ نے دین کی تکمیل کے بعد حجر اسود ورکن یمانی کے علاوہ کعبے کے بقیہ دو رکنوں کو چھونے، اذان ہوجانے کے باوجود نماز کے لیے بلانے، چھینک آنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے ساتھ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُولِ اللّٰهِ کہنے، اور اجتماعی طور پر حلقوں کی شکل میں اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اور سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھنے، اور تابعین میں سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے طلوع فجر کے بعد دو رکعت سے زیادہ طویل رکوع وسجود والی نماز پڑھنے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے ذوالحلیفہ کے بجائے مسجد نبوی اور قبر کے پاس سے احرام باندھنے وغیرہ وغیرہ جو بظاہر اچھے اور مختصر کام ہیں، لیکن ان کی غیر شرعی وغیر سنّی طریقہ پر ادائیگی کی وجہ سے انہیں ناپسند کیا اور ان پر سکوت، رضامندی، عزت افزائی، اور حوصلہ بلندی کرنے کے بجائے فوری طور پر نکیر کی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

---

(۱) سورۃ النور/۶۳ (۲) الاعتصام للشاطبی ۱/۱۳۱ بروایت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ، بسند صحیح۔

ہر بدعت گمراہی ہے

☆ (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے' اور (بلا کسی تفریق بدعت حَسَنہ وسَیِّئَہ) ہر بدعت گمراہی ہے' اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔(۱)

☆ جو کوئی ہمارے اس دین میں نیا کام ایجاد کرے جس کا دین سے کوئی تعلق نہ ہوتو (وہ کام قابل قبول نہیں بلکہ قابل) رد ہے۔(۲)

☆ جو کوئی ہماری شریعت وسنت کے مخالف عمل کرے تو وہ عمل (اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں بلکہ) مردود ہے۔(۳)

☆ لوگ بدعت کو حسنہ سمجھنے لگیں تب بھی ہر بدعت گمراہی ہے۔(۴)

☆ اگر کوئی دین اسلام میں بدعت ایجاد کرے اور اسے بدعت حسنہ سمجھنے لگیں تو وہ شخص یقینی طور پر یہ دعویٰ کررہا ہے کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نے تبلیغ رسالت میں خیانت کی ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے آج تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کردیا

---

(۱) صحیح مسلم بروایت جابر رضی اللہ عنہ (۲) صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا (۳) صحیح مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا (۴) المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي' باب من له الفتوى والحكم' والسنة لمحمد بن نصر المروزي رقم الأثر ٦٧' والإبانة عن شريعة الفرقة الناجية ومجانبة الفرق المذمومة لابن بطة العكبري' باب ما أمر به من التمسك بالسنة والجماعة والأخذ بها وفضل من لزمها' و شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي' سياق ما روي عن النبي ﷺ في الحث على التمسك بالكتاب والسنة وعن الصحابة والتابعين ومن بعدهم والخالفين لهم من علماء الأمة رضي الله عنهم أجمعين' و علم أصول البدعة لعلي الحلبي الأثري' وغیرہ بقول ابن عمر رضی اللہ عنہما بسند صحیح۔

ہے،(۱) تو جو کام (جیسے عید میلاد، گیارہویں، فاتحہ، زیارت، چہلم، برسی، عرس ۔۔۔) دین کی تکمیل کے دن، دین نہیں تھے وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتے ہیں ۔(۲)

ایک سنگین غلط فہمی کا ازالہ

بعض سادہ لوح افراد یہ سمجھتے ہیں کہ دین میں عمل کرنے پر ہی اجروثواب ہے، ہاں یقیناً شریعت نے جن کاموں کی اجازت یا ہدایت دی ہے ان کی بجا آوری باعث اجروثواب ہے، لیکن جن کاموں (جیسے عید میلاد، گیارہویں، فاتحہ، زیارت، چہلم، برسی، عرس ۔۔۔) کا امکان کے باوجود کتاب وسنت اور سلف امت سے ہمیں بالکل ثبوت نہیں ملتا ہے ان کاموں کو چھوڑنے پر ثواب اور کرنے پر عذاب ہو سکتا ہے، مثال کے طور پر دن اور رات میں پانچ نمازوں کے لیے اذان واقامت شرعاً صحیح اور مُوجب اجروثواب ہیں لیکن اگر کوئی عیدین، نماز جنازہ اور نماز استسقاء وغیرہ کے لیے اذان واقامت کا اہتمام کرے تو (اذان واقامت نیک کام ہونے کے باوجود) سنت سے بے رغبتی کی وجہ سے ثواب کے بجائے عذاب ہونے کا خدشہ لگا رہتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے رات بھر نماز اور بلاناغہ روزے جیسی عبادات کو سنت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے سنت سے منہ موڑنا قرار دیا ہے، جس کی مزید وضاحت آئندہ حدیث سے ہوتی ہے۔

تین صحابہ امہات المؤمنین کے حُجروں کی طرف رسول اللہ ﷺ کی عبادت دریافت کرنے کی غرض سے تشریف لائے، جب اطلاع ملی تو ان لوگوں نے نبی ﷺ کی عبادت کو کم سمجھا، اور کہا کہ ہم نبی ﷺ کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ جب کہ اللہ تعالی نے نبی ﷺ کی اگلی اور پچھلی خطاؤں کو معاف کر دیا ہے، اور اپنے طور تین فیصلے کیے، کسی نے کہا میں رات بھر نماز پڑھوں گا اور نہیں سوؤں گا، کسی نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھوں گا کبھی بھی روزہ

---

(۱) المائدہ/۳ (۲) الاعتصام للشاطبی بقول امام مالک رحمہ اللہ الباب الثاني في ذم البدع وسوء منقلب أصحابها ج/۱ ص/۴۹۔

نہیں چھوڑوں گا' اور کسی نے کہا کہ میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا اور شادی نہیں کروں گا' جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا کیا تم ہی وہ لوگ ہو جو ایسی ویسی باتیں کر رہیں تھے؟ خبردار! اللہ کی قسم' میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالی کا تقوی اور خوف رکھنے والا ہوں' اس کے باوجود رات میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں' (نفل) روزے رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں' اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں' اگر کوئی میری سنت سے منہ موڑے تو اس کا مجھ سے تعلق نہیں۔(۱)

گزشتہ دلائل کے مدنظر تعصب کے بغیر مُنصفانہ ذہن کے حامل' صاحب فہم افراد بآسانی اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ دین مکمل ہو جانے کے بعد دین کے نام پر یا ثواب کی نیت سے عید میلاد النبی ﷺ منانے کا شرعی حکم کیا ہے صحابہ کرام اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر ائمہ اربعہ ہم سے زیادہ شرعی علم رکھنے والے' ہم سے زیادہ دین پر عمل کرنے والے' ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے کامل محبت رکھنے والے' اور ہم سے زیادہ خیر کی تبلیغ کرنے والے تھے' اس کے باوجود ہمیں خیر القرون (ابتدائی تین صدیوں) تک ان بزرگ شخصیات میں کسی ایک سے بھی جشن یا عید میلاد النبی ﷺ منانے کا بالکل ثبوت نہیں ملتا ہے۔(۲)

---

(۱) صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت انس رضي الله عنه (۲) بقول امام تاج الدین الفاکھانی' سن وفات ۷۳۴ھ کتاب المورد في عمل المولد ص۲۰-۲۱ ' بقول امام سخاوی سن وفات ۹۰۲ھ کتاب المورد الروي في المولد النبوي لملا علي قاري الحنفي ص۱۲ ' بقول امام سیوطی سن وفات ۹۱۱ھ کتاب حسن المقصد في عمل المولد ضمن' کتاب الحاوي للفتاوي ج۱ ص۱۹۶ 'وبقول امام عبدالحی اللکنوی الحنفی کتاب الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة ص۴۶۔

عید میلاد النبی ﷺ کی شروعات

عید میلاد النبی ﷺ کو سب سے پہلے عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مَیْمُوْنُ الْقَدَّاحُ کی نسل سے فاطمی کہلانے والی سلطنت کے پہلے بادشاہ اَلْمُعِزّ لِدِینِ اللّٰہِ نے مصر کے پائے تخت قاہرہ میں ۳۶۲ھ میں ایجاد کیا،(۱) یہ حکمراں اپنے آپ کو فاطمی کہتے تھے لیکن درحقیقت یہ عُبیدی تھے جو بہت ہی فاسق، فاجر، مُلحِد،(۲) جابر، ظالم، خبیث، نجس،(۳) مجوسی(۴) بظاہر رافضی اور باطن میں کافر تھے،(۵) جن کے دورِ حکومت میں بدعتیں، گناہ اور اہل فساد بہت زیادہ تھے اور عبادت گزار علماء وصُلحَاء کم تھے۔(۶)

میلاد النبی ﷺ کی رسومات کو افضل بن امیر الجیوش نے ۴۶۵ھ میں کالعدم بلکہ ختم کر دیا تھا، لیکن ۵۲۴ھ میں الآمر بأحکام اللہ نے انھیں دوبارہ زندہ کیا،(۷) بعینہ عمر بن محمد المَلاّ کی اتباع کرتے ہوئے عراق کے صوبے موصل میں اِربل کے حاکم نے انھیں رواج دیا،(۸) اور رفتہ رفتہ یہ بدعات بہت سارے مسلم ممالک میں عام ہو گئیں۔

واضح رہے کہ قُرونِ اُولی (خلفائے راشدین، صحابہ وتابعین اور ائمہ دین) کے جشن میلاد نہ منانے کو ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی کتاب میلاد النبی ﷺ صفحہ نمبر ۸۹۱ میں بھی ذکر کیا ہے۔

---

(۱) المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار للإمام المحدث مؤرخ الديار المصرية أحمد بن علي تقي الدين المقريزي ولادت ۷۶۶ھ وفات ۸۴۵ھ ج/۱ ص/۴۹۰ بعنوان ذكر الأيام التي كان الخلفاء الفاطميون يتخذونها أعيادا--- وبقول محمد بخيت المطيعي الحنفي مفتی مصر كتاب أحسن الكلام في ما يتعلق بالسنة والبدعة من الأحكام ص ۴۴-۴۵، وصبح الأعشى في صناعة الإنشا للقلقشندي ج/۳ ص۴۹۸-۴۹۹ (۲) البداية والنهاية لابن كثير ج/۱۱ ص/۳۴۶ الطعن من أئمة بغداد وعلمائهم في نسب الفاطميين (۳) البداية والنهاية لابن كثير ج/۱۲ ص/۲۶۷ (۴) تأريخ الخلفاء للسيوطي ص/۴ (۵) العبر في خبر من غبر للذهبي ج/۲ ص/۱۹۹ (۶) البداية والنهاية لابن كثير ج/۱۲ ص/۲۶۷ (۷) المواعظ والاعتبار للمقريزي ج/۱ ص۴۳۲، وأحسن الكلام--- للنجيت ص۴۴-۴۵، (۸) الباعث على إنكار البدع والحوادث لأبي شامة ص/۱۳ و۲۴۔

۱۲/وفات (عید میلاد النبی ﷺ) کے موقع پر دس سے زیادہ گناہ کے کام

اسلام نے جس مہینے کو ربیع الأول کا نام دیا ہے، (۱) بعض لوگوں نے دین میں تحریف کرتے ہوئے اس مہینے کو ربیع النور یا ربیع المنور کا نام دیا، اسلام نے مسلمانوں کے لیے عید الفطر، اور عید الأضحیٰ رکھی، بِعَیْنِہٖ جمعہ کے لیے بھی عید کی تعبیر استعمال کی جب کہ بعض لوگوں نے نہ صرف چوتھی عید کا عید میلاد النبی ﷺ کے نام سے اضافہ کیا بلکہ اسے عید الأعیاد قرار دیتے ہوئے اس عید کے لیے خطبے اور نماز کا اہتمام بھی کیا، اللہ تعالی نے شب قدر کی فضیلت بتلائی تو بعض لوگوں نے شب میلاد کو شب قدر سے افضل قرار دیا، (۲) مذکورہ یا ان جیسے تمام امور دراصل دین میں تبدیلی (۳) اور غلو (حد سے آگے بڑھنا) ہے، جس سے ہم کو روکا گیا ہے کیونکہ یہ سابقہ لوگوں کی ہلاکت کی وجہ ہے۔ (۴)

میلاد کے موقع پر اور دیگر مواقع پر رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجنے کے لیے بعض لوگ اجتماعی طور پر ادب وتعظیم کے لیے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے اپنے لیے تعظیمًا کھڑے ہونے کو ناپسند کیا ہے۔ (۵)

عید میلاد کے موقع پر پٹاخوں کے استعمال میں غیر مسلموں سے مذہبی مشابہت ہے، اور جشن ولادت BIRTH DAY منانے میں خاص طور پر نصاری سے مذہبی مشابہت ہے جس کی سختی سے ممانعت ہے، (۶) بلکہ عید میلاد النبی ﷺ جیسے غیر مذہبی کاموں کے لیے راستے روک کر یا اجتماعی شکل میں زبردستی سے نذرانے طلب کرنا تو سراسر جاہلانہ (۷) اور غیر دینی حرکت ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری بروایت عائشہ رضي الله عنها (۲) میلاد النبی مؤلف ڈاکٹر محمد طاہر القادری ص/ ۲۹۸ (۳) سورۃ الشوری/ ۲۱ (۴) سنن ابن ماجہ بروایت ابن عباس رضي الله عنهما بسند صحیح (۵) جامع الترمذی، کتاب الأدب، باب کراهية قيام الرجل للرجل، بروایت انس رضي الله عنه، بسند صحیح (۶) صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت ابوسعید خدری رضي الله عنه (۷) مصنف ابن ابی شیبۃ بقول سلمان رضي الله عنه بسند صحیح۔

جس مہینے میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اسی مہینے میں اپنے رفیق اعلیٰ اللہ تعالیٰ سے جا ملے‘ بھلا کوئی صاحب سمجھ‘ بعد والے جدائی کے سنگین صدمے کو نظر انداز کر کے سابقہ خوشی کا کیسے اظہار کر سکتا ہے ؟ جب کہ اس صدمے سے بڑھ کر قیامت کی صبح تک کوئی اور صدمہ نہیں ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کے دن ہوئی‘ پیر کے دن ولادت پر تمام امت کا اجماع واتفاق ہے لیکن ولادت کے مہینے میں اختلاف ہے کہ ماہ رمضان میں ولادت ہوئی یا ربیع الأول کے مہینے میں ولادت ہوئی‘ ربیع الأول کو ولادت کا مہینہ قرار دینے والوں کے درمیان تاریخ کی تعیین میں بہت شدید اختلاف ہے کہ ولادت ۲/ ۸/ ۹/ ۱۰/ ۱۲/ ۱۷۔۔۔ربیع الأول کو ہوئی‘ (۱) اگر رسول اللہ ﷺ‘ خلفاء‘ ودیگر صحابہ‘ معتبر ائمہ ومستند علماء میلاد کا اہتمام کرتے تو رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا مہینہ اور دن طے کرنے میں کسی بھی طرح کا بالکل اختلاف ہی نہیں ہوتا تھا‘ جس طرح دن اور رات میں پانچ نمازوں کی فرضیت میں کسی کو اختلاف نہیں ہے‘ کیونکہ دَور نبوت سے آج تک ان پانچ نمازوں کی ادائیگی ہوتی چلی آ رہی ہے۔

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بہت ہی اہتمام کے ساتھ زائد روشنی کی جاتی ہے‘ جب کہ شریعت اسلامیہ میں کوئی بھی ایسی دینی مناسبت نہیں جس میں کبھی رسول اللہ ﷺ یا خلفاء وصحابہ نے معمول اور ضرورت سے زائد روشنی کی ہو‘ کیونکہ دینی موقعوں پر محلّوں اور مساجد وغیرہ میں زائد روشنی کرنا اللہ تعالیٰ کے بندوں اور نبی ﷺ کی امت کی علامت نہیں بلکہ آگ کے پجاری مجوسیوں کی شناخت ومنصوبہ بندی ہے کہ مسلمانوں کے رکوع وسجود غیر شعوری طور پر آگ کے لیے ہوں (۲)‘ واضح رہے کہ قدیم زمانے کے آگ والے مشعل و چراغاں موجودہ زمانہ کے قمقموں (**Bulbs**) کی شکلیں ہیں‘ جن کے ذریعے مساجد ومحلوں کو ان موقعوں پر زائد روشن کیا جاتا ہے‘ اور جس کی **ElectricityBill** بھی ادا نہیں کی

---

(۱) البداية والنهاية لابن كثير ج/۲ ص/۲۵۹ باب مولد رسول الله ﷺ (۲) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح لملا علي قاري الحنفي كتاب الصلاة‘ باب قيام شهر رمضان ج/۴ ص/۴۴۷۔

جاتی ہے، اور برقی چوری کے ساتھ یا کسی حرام ذریعے سے اچھے اعمال بھی قبول نہیں ہوتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ طَیِّب ہیں اور طیب (حلال و جائز) ہی کو قبول فرماتے ہیں،(۱) غور طلب بات یہ ہے کہ غلط کام غلط ذریعے سے اور اِسراف کے ساتھ بھی ہوتا ہے کیونکہ دن کے اوقات میں بھی Bulbs کھلے رہتے ہیں۔

عام طور پر غیر مسلم مذہبی وسیاسی رہنما اپنے مذہبی جلوس کے استقبال اور مذہبی نمائندگی کے اظہار کے لیے اپنی تصویریں راستوں پر چسپاں کرتے (لگاتے) ہیں تو بعض نیک سمجھے جانے والے اور۔نعوذ باللہ۔ نبی ﷺ سے محبت کے بجائے عشق کا دعوی کرنے والے مسلمان بھی اپنی تصویریں سڑکوں پر اور بازاروں میں لگاتے ہیں جب کہ عید میلاد النبی ﷺ اگر واقعی طور پر نیک کام ہے تو اخلاص وللّٰہیت اختیار کرنا چاہیے(۲) اور اتراتے ہوئے ریاء کاری سے بچنا چاہیے(۳) کیونکہ نیک کام وعبادات میں ریاکاری، دکھاوا اور شہرت، نفاق(۴) شرک خفی(۵) اعمال کی بربادی(۶) اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے ایمانی، شیطان کے ساتھ دوستی(۷) اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے محرومی ہے(۸) جو بروز قیامت سب سے پہلے جہنم رسید کردیتی ہے(۹) جس کی وجہ سے خصوصی طور پر قیامت کے دن سنگین عذاب ہوگا(۱۰) دنیا وآخرت میں ان پر رحمت کے بجائے لعنت برسے گی(۱۱) اور رحمت کے فرشتے بھی ان سے اور ان مقامات سے رک جائیں گے(۱۲) اسی لیے شریعت نے ہمیں تصویریں بنانے اور لگانے کا نہیں بلکہ مٹانے کا حکم دیا ہے۔(۱۳)

---

(۱) صحیح مسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (۲) سورۃ البینۃ/ ۵ (۳) سورۃ الأنفال/ ۴۷ (۴) سورۃ النساء/ ۱۴۲-۱۴۳ (۵) سنن ابن ماجہ بروایت ابوسعید رضی اللہ عنہ بسند صحیح (۶) سورۃ البقرۃ/ ۲۶۴ (۷) سورۃ النساء/ ۳۸ (۸) صحیح مسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (۹) صحیح مسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (۱۰) صحیح بخاری وصحیح مسلم بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ (۱۱) صحیح بخاری بروایت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ (۱۲) صحیح مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا (۱۳) صحیح مسلم بروایت علی رضی اللہ عنہ۔

عشاء کے بعد آدھی رات تک میلاد النبی ﷺ کے جلسے منعقد کرنے کی وجہ سے عام طور پر فجر کی نماز فوت ہو جاتی ہے اور میلاد کے جلوس کی وجہ سے ظہر وعصر کی نماز بھی فوت ہو جاتی ہے جب کہ اللہ تعالی نے نہ صرف ان نمازوں کو بروقت فرض کیا ہے (۱) بلکہ جس نبی ﷺ سے محبت بلکہ -نعوذ باللہ- عشق کے بہانے یا دعوی میں یہ عید منائی جاتی ہے اس نبی ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور راحت نماز میں رکھی ہے۔

میلاد کے موقع پر ہمارے بعض عزیز نوجوان، اور بیوی بچوں کی اسلامی تربیت و دیگر گھریلوں فرائض سے فارغ یا غافل مسلمان، بے رِیش (داڑھی مونڈھے) تالیاں بجانے والے قوالوں، اور رقص کرنے والوں کے طریقے کو اختیار کرتے ہوئے بعینہ موسیقی و فلمی نغموں کے طرز کو اپناتے ہوئے تکلیف دہ بلند آواز سے گھروں میں موجود عمر رسیدہ حضرات، بیمار افراد، اور چھوٹے بچوں کے آرام میں خلل پیدا کرتے ہیں، شرکیہ نعرے لگاتے ہیں، غیر مسلم یا غیر مسلکی کو دیکھ کر **Peace Rally** میں کہتے ہیں کہ ہم سے جو ٹکرائے گا مٹی میں مل جائے گا، اور میلاد کے جلوس کے دوران جائیدادوں کو ناحق نقصان بھی پہنچاتے ہیں جب کہ سب سے بہترین مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان وہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ ہو۔ (۲)

میلاد کی مناسبت پر اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے ناموں پر مشتمل جھنڈے اور جھنڈیاں مختلف سڑکوں، گاڑیوں اور آٹووں پر فرط مسرت کے ساتھ لگائی جاتی ہیں جو غیر شعوری طور پر دوسرے تیسرے دن نجس پانی میں پڑی اور قدموں تلے روندی جاتی نظر آتی ہیں، یا پھر بلدیہ کی گاڑیاں انھیں کچرے میں ڈال دیتی ہیں، لہذا اس طرح ہر سال ایک دفعہ اللہ اور سول اللہ ﷺ کے نام سے زبانی محبت کے بعد عملی طور پر ان واجب التعظیم ناموں کی بے ادبی و بے حرمتی کرنے سے پہلے اپنے ایمان پر بغور نظر ثانی کر لینی چاہیے۔

---

(۱) سورۃ النساء/۱۰۳۔ (۲) صحیح بخاری بروایت عبداللہ بن عمرو رضي الله عنهما۔

عید میلاد النبی ﷺ منانے والوں کے بعض مشہور دلائل اور ان کے مختصر جوابات

بعض لوگ خصوصی طور پر عید میلاد منانے کے لیے قرآن مجید کی بعض ایسی عام آیات' اور عام احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن میں ماہ ربیع الأول کا یا ہر سال پابندی سے اہتمام وغیرہ کا بالکل تذکرہ نہیں ہوتا ہے' مثال کے طور پر :

☆ بعض لوگوں نے عید میلاد منانے کے لیے قرآن مجید کی ایک عام آیت قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (۱) سے استدلال کیا' اور کہا کہ خود رب کائنات نے میلاد مصطفیٰ پر جشن کا اہتمام فرمایا ہے۔(۲)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالی نے یقیناً اللہ تعالی کے فضل اور اس کی رحمت پر خوش ہونے کا حکم دیا ہے' لیکن ہم پر لازم ہے کہ ہم سلف صالحین کی فہم کی روشنی میں اللہ تعالی کے فضل اور اس کی رحمت کے معنیٰ کو معلوم کریں' اور اسی کے مطابق اپنا عقیدہ رکھیں۔

بزبان رسالت قرآن فہمی کے لیے دعا کے مستحق' علم کے سمندر' امت مسلمہ کے لیے تمام صحابہ میں ممتاز مفسر' وترجمان قرآن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا فضل' قرآن مجید اور رحمت' دین اسلام ہے' اور یہی قول انس وبَراء بن عازب رضی اللہ عنہما اور بعض علماء ازہر مصر کا بھی ہے(۳)۔

مفسر قرآن اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا فضل' دین اسلام اور رحمت' قبول اسلام پر اللہ تعالی کے وعدے ہیں' اور اس قول سے قریب اقوال ابوسعید' ابن عمر رضی اللہ عنہم اور مفسرین تابعین میں مجاہد' قتادہ' ضحاک' وزید بن اسلم رحمہم اللہ کے ہیں(۴)۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا فضل اور اس کی رحمت' اللہ تعالی کی جانب سے ہدایت اور دین حق ہے(۵)۔

صحابہ' تابعین اور مفسرین کے گزشتہ اقوال سے معلوم ہوا کہ آیت کریمہ سے کسی ایک مستند ومعتبر مفسر نے بھی نے میلاد منانا مراد نہیں لیا ہے۔

---

(۱) سورہ یونس/ ۵۸۔ (۲) میلاد النبی ﷺ مؤلف ڈاکٹر محمد طاہر القادری' ص/ ۳۲۰۔ (۳) تفسیر طبری' جامعہ نظامیہ حیدرآباد الدکن ودیگر حنفی مدارس میں داخل نصاب تفسیر بیضاوی' تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما لمجد الدین الفیروزآبادي' النکت والعیون تفسیر الماوردی' تصوف کی طرف مائل تفسیر روح المعانی للآلوسي' والمنتخب تفسیر علماء ازہر مصر۔ (۴) تفسیر طبری' تفسیر بغوی' وتفسیر البحر المحیط لأبي حیان الأندلسي۔

(۵) تفسیر ابن کثیر' والتفسیر المیسر لمجموعة من العلماء تحت إشراف الترکي۔

فرض کرلیں کہ آیت میں رحمت سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں، لیکن اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے لیے نہیں بلکہ نبوت ورسالت کے لیے رحمت کی تعبیر استعمال کی ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴾ (۱) اور رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا ﴿ إِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً ﴾۔(۲)

فرض کرلیں کہ اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت کو اللہ تعالی کا فضل اور اس کی رحمت قرار دیا گیا ہے، لیکن اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے کتنے خلفائے راشدین، صحابہ وتابعین اور ائمہ دین نے میلاد کے لیے ہر سال ربیع الأول میں جشن یا خوشی منائی ہے؟ یا کلام اللہ کی اس طرح سے من مانی تفسیر صرف ڈاکٹر صاحب ہی کی ہے؟۔

☆ بعض لوگوں نے پیر کے دن روزہ رکھنے سے متعلق صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے پیش نظر کہا کہ حضور ﷺ نے یوم میلاد پر روزہ رکھ کر خود خوشی کا اظہار کیا ہے (۳)۔

واضح رہے کہ مذکورہ حدیث میں پیر کے دن روزہ رکھنے کی وجہ صرف ولادت نہیں بتلائی گئی ہے بلکہ بعثت یا نزول قرآن کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے، لہذا اگر کوئی اس حدیث کو دلیل بناتے ہوئے ولادت کے مختلف فیہ (اختلافی) دن خوشی منا رہا ہے تو اسے بعثت کے دن اور نزول قرآن کے دن کی تعیین کرتے ہوئے اس دن بھی جشن منانا چاہیے ورنہ ان کی اپنی من مانی، نومولود فہم کی وجہ سے کامل حدیث کو قبول نہ کرنا لازم آجائے گا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص واقعی طور پر اس حدیث کے پیش نظر عید میلاد منانا چاہتا ہے تو اسے سنت کے مطابق پیر کے دن روزہ رکھنا ہوگا نہ کہ زبردستی کے ساتھ راستے روک کر یا اجتماعی شکل میں مانگ کر، نہ ہی کھانا کھایا جائے اور نہ ہی کھلایا جائے۔

مزید توجہ طلب بات یہ ہے کہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کتنے خلفائے راشدین، صحابہ وتابعین اور ائمہ دین نے ہر سال ربیع الأول میں میلاد منایا ہے؟ یا احادیث کی اس طرح سے من مانی شرح صرف ڈاکٹر صاحب ہی کی ہے ؟۔

☆ بعض لوگوں نے کہا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ اپنے میلاد کے لیے صحابہ کرام کے اجتماع کا اہتمام فرماتے تھے، اور دلیل کے طور پر جامع الترمذی میں مُطّلِب بن ابی وَداعہ سے مروی حدیث کو پیش کیا (۴)۔

یقیناً مندرجہ بالا حدیث جامع الترمذی میں موجود تو ہے، لیکن اس سے متعلق چند امور قابل توجہ ہیں :

---

(۱) سورۃ الأنبیاء/ ۱۰۷۔ (۲) صحیح مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (۳) میلاد النبی ﷺ مؤلف ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص/ ۳۷۳۔ (۴) معمولات میلاد ص/ ۲۲، ومیلاد النبی ﷺ ص/ ۷۴۸ مؤلف پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔

امام ترمذی نے امام بخاری وامام مسلم رحمہم اللہ أجمعین کی طرح اپنی کتاب میں صرف صحیح احادیث ذکر کرنے کی شرط نہیں لگائی ہے لہذا جامع الترمذی کی ہر حدیث ثابت ہونا لازم نہیں ہے۔

اس حدیث کی سند میں یزید بن أبي زیاد القرشي ہے جسے امام ذہبی نے سِیَرُ أعْلَامِ النُبَلَاءِ میں اور امام ابن حجر نے تھذیبُ التھذیب میں ودیگر جلیل القدر محدثین نے ضعیف، خراب حافظے والا اور شیعہ کا امام قرار دیا ہے، علاوہ ازیں اس حدیث کی سند میں اضطراب بھی ہے، لہذا یہ حدیث متفقہ طور پر مقبول نہیں ہے۔

فرض کرلیں کہ حدیث ثابت ہے لیکن مذکورہ حدیث میں منبر کا تذکرہ ہے، اور یہ بات معروف ہے کہ منبر راستوں اور چوراہوں پر نہیں بلکہ مسجد میں رہا کرتا تھا، لہذا میلاد منانے والے راستوں پر اجلاس منعقد کرنے کے بجائے مساجد پر اکتفا کرلیں۔

فرض کرلیں کہ حدیث ثابت ہے لیکن مذکورہ حدیث میں کہیں نہیں کہ ہر سال پابندی سے ماہ ربیع الأول میں اپنے حسب ونسب کے بارے میں صحابہ کرام کو بتلایا ہے۔

فرض کرلیں کہ حدیث ثابت ہے لیکن مکمل حدیث میں صحابہ کرام کو خصوصی طور پر میلاد کے لیے جمع کرنے کا حدیث میں کہیں تذکرہ نہیں ہے، کیونکہ نبی ﷺ کا حجرہ مسجد سے متصل تھا اور دور نبوت میں اہم کام مسجد میں طے پاتے تھے۔

فرض کرلیں کہ حدیث ثابت ہے لیکن حدیث میں تکلیف دہ بلند آواز سے، آدھی رات تک، راستے روک کر، فرض نماز ترک کرتے ہوئے، نعرے لگاتے ہوئے، اور ریاکاری کے طور اپنی اپنی تصویریں لگاتے ہوئے وغیرہ دیگر شرعی خلاف ورزیوں کا ارتکاب کرتے ہوئے جلسہ منعقد کرنے کا ثبوت تو نہیں ہے۔

فرض کرلیں کہ حدیث ثابت ہے لیکن دور نبوت سے آج تک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے علماء میں کس نے اس حدیث سے میلاد منانے کا جواز نکالا؟ یا یہ حدیث اس طرح سے صرف ڈاکٹر صاحب کے علاوہ آج تک کسی عالم کو سمجھ میں ہی نہیں آئی ہے۔

☆ بعض لوگوں نے میلاد کے موقع پر جلوس نکالنے کے لیے صحیح مسلم میں براء رضي اللہ عنہ سے مروی حدیث سے استدلال کیا ہے (۱)۔

---

(۱) معمولات میلاد مؤلف پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص/۱۸۲۔

یقیناً یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے‘ لیکن اس حدیث کا موضوع ماہ ربیع الأول میں میلاد منانے سے بالکل نہیں بلکہ ہجرت سے ہے جیسا کہ اس حدیث سے اور اس حدیث کے باب سے پتہ چلتا ہے ﴿۲۰/باب في حديث الهجرة ويقال له حديث الرحل‘ ۵۶/كتاب الزهد والرقائق‘ حديث نمبر ۷۷۰۷﴾

دوسری غور طلب بات یہ ہے کہ مرد افراد کا جلوس میں نہیں بلکہ اپنے گھروں کے اوپر رہنے کا تذکرہ ہے‘ جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں: فصعد الرجال والنساء فوق البيوت۔

اس حدیث کا موضوع ہجرت سے ہونے کے باوجود‘ اور مرد افراد کے گھروں پر رہنے کے باوجود اس حدیث میں چھوٹے بچوں کا استقبال کے لیے متفرق راستوں پر نکلنا ہے‘ نہ کہ تمام چھوٹے اور بڑوں کا ایک مخصوص دن‘ بیک وقت‘ ایک ہی راستے سے‘ موسیقی کے ساتھ رقص (ناچتے) کرتے ہوئے نکلنے کا ثبوت ہے۔

مزید توجہ طلب بات یہ ہے کہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کتنے خلفائے راشدین‘ صحابہ وتابعین اور ائمہ دین نے میلاد کے لیے ہر سال ربیع الأول میں جلوس نکالا ہے؟ یا دین کی اس طرح سے من مانی سمجھ صرف ڈاکٹر صاحب ہی کی ہے ؟۔

☆ بعض لوگوں نے کہا کہ میلاد منانے میں نبی ﷺ سے محبت کا اظہار ہوتا ہے‘ اور جب نبی ﷺ سے محبت ہوگی تو ہم جنت میں نبی ﷺ کے ساتھ ہوں گے (۱)۔

یقیناً نبی ﷺ سے محبت سے جنت میں نبی ﷺ کی صحبت ورفاقت حاصل ہوگی‘ لیکن کیا نبی ﷺ سے محبت کا اظہار سال میں صرف ایک دفعہ کیا جائے گا؟۔

صحابہ کرام ہماری طرح صرف زبانی محبت کے دعویدار نہیں تھے بلکہ نبی ﷺ کے حقیقی جاں نثار تھے کیا انھوں نے میلاد منا کر نبی ﷺ سے محبت کا اظہار کیا یا ہم اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم صحابہ کرام کے بالمقابل نبی ﷺ سے زیادہ محبت کرنے والے ہیں۔

واضح رہے کہ قُرونِ اُولی (خلفائے راشدین‘ صحابہ وتابعین اور ائمہ دین) کے جشن میلاد نہ منانے کو ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی کتاب میلاد النبی ﷺ صفحہ نمبر ۸۹۱ میں بھی ذکر کیا ہے (۲)۔

---

(۱) انوار میلاد النبی ﷺ مؤلفہ محمد رفیق انواری مولوی کامل جامعہ نظامیہ‘ ص/۸۲۔

(۲) لیکن وجہ یہ بتلائی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کا غم تازہ تھا‘ اس وجہ سے متعلق چند ملاحظات پیش خدمت ہیں: ۱- میلاد کے قائل شاید وفات نبی ﷺ ہی کو نہیں مانتے ہیں‘ پھر صدمہ اور غم کس بات پر ہوسکتا ہے؟ ۲- نبی ﷺ کی وفات کا غم بعد میں رہا ہوگا لیکن نبوت کے تیئیس سال کیا کبھی جشن منایا؟ ۳- وفات کا غم مہینوں‘ یا سال تک رہتا ہے یا تین چار صدیوں کا رہتا ہے؟ ۴- میلاد منانے کے لیے وہ کونسا بدنصیب ہوسکتا ہے جس کے دل سے سب سے پہلے نبی ﷺ کی وفات کا غم نکلا ہو؟ وغیرہ وغیرہ۔

☆ بعض لوگوں نے کہا کہ میلاد النبی ﷺ پر خوشی منانے پر کافر ابولہب کے عذاب میں تخفیف کی گئی ہے،(۱) لہذا جب کافر کے عذاب میں تخفیف ہوسکتی ہے تو مؤمن جب میلاد النبی ﷺ پر خوشی منائے گا تو بدرجہ اولی اس کے عذاب میں کمی ہوگی۔

واضح رہے کہ ابولہب کے عذاب میں تخفیف کو نہ نبی ﷺ نے بیان کیا ہے اور نہ ہی کسی صحابی نے بتلایا ہے بلکہ عروہ بن زبیر نے ذکر کیا ہے جو کبار تابعین میں بھی شمار نہیں کیے جاتے ہیں بلکہ اوساط تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں۔

جس محدث نے عروہ بن زبیر کے قول کو ذکر کیا ہے اسے حدیث کے طور پر نہیں بلکہ بغیر سند، تعلیقاً (محض ایک قول کی طرح) اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

امام ابن حجر رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی بہت ہی مشہور شرح فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ اس قول میں خواب کا تذکرہ ہے اور (غیر نبی کا) خواب شرعی احکامات (میلاد منانا وغیرہ) کی دلیل نہیں بن سکتا ہے۔(۲)

مزید فرمایا کہ عروہ بن زبیر کا قول مُرسَل (غیر ثابت) ہے کیونکہ عروہ نے نہیں بتلایا کہ انھیں کس نے یہ بات بتلائی ہے، اور سیرت کی کتابوں میں اس قول کے خلاف بات ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو نبی ﷺ کی ولادت کے بعد دودھ پلانے سے پہلے نہیں بلکہ دودھ پلانے کے بہت طویل مدت بعد ہجرت سے پہلے آزاد کیا ہے۔

گزشتہ تمام تفصیلات کے باوجود عروہ بن زبیر کے قول سے ہر سال پابندی کے ساتھ میلاد منانے کا بالکل ثبوت نہیں ملتا ہے، اور نہ ہی سلف صالحین نے اس قول کو میلاد منانے کے لیے بطور دلیل پیش کیا ہے۔

نہایت تکلیف دہ اور افسوس کی بات ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی طرح میلاد منانے والے دیگر حضرات کو ایک ایسے اسلام دشمن کافر کے عمل کو دلیل بنانا پڑ رہا ہے جس کی مذمت میں ایک

---

(۱) میلاد النبی ﷺ مؤلف ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ص/۳۸۳۔ (۲) میلاد کے جائز ہونے کے لیے اگر کسی غیر نبی کے خواب سے شرعی احکامات ثابت کرنے لگیں تو دین مذاق بن جائے گا، کیونکہ جس طرح خواب میں کسی کے مرنے سے بیداری میں اس کی موت لازم نہیں آتی، اور خواب میں کسی سے نکاح کی صورت میں بیداری میں اس سے رشتہ ثابت نہیں ہوسکتا بالکل اسی طرح خواب کے ذریعے نہ فقہی احکامات ثابت ہوں گے اور نہ ہی عقیدہ ثابت ہوسکتا ہے۔

مکمل سورہ نازل کیا گیا ہے، کاش یہ لوگ کتاب وسنت، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام و دیگر سلف صالحین کے عمل کو اپنی عقل پر ترجیح دے پاتے تو بہت اچھا ہوتا۔

☆ بعض لوگوں نے میلاد کے موقع پر جھنڈے نصب (گاڑنے) کرنے یا جھنڈیاں لگانے کے لیے یہ دلیل پیش کی ہے کہ نبی ﷺ کی والدہ نے کہا : وَرَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَعْلَامٍ مَضْرُوبَاتٍ عَلَمًا فِي الْمَشْرِقِ وَعَلَمًا فِي الْمَغْرِبِ وَعَلَمًا عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ۔

یعنی مجھے تین جھنڈے لگے ہوئے نظر آئے، ایک مشرق میں، اور ایک مغرب میں، اور ایک کعبۃ اللہ کی چھت پر۔

یہ بات امام سیوطی کی کتاب الخصائص الکبری، باب ما ظهر فی لیلة مولده من المعجزات والخصائص، میں ہے، اور امام سیوطی دسویں صدی ہجری کے ہیں، امام سیوطی نے اپنی کتاب میں صحیح بخاری وصحیح مسلم کی طرح ثابت وصحیح روایات لانے کی شرط نہیں رکھی، بلکہ اس کتاب کے اندر اسانید ہی نہیں پائی جاتی ہیں، ہاں امام سیوطی نے اس بات کے لیے امام ابونعیم الأصبهانی کی کتاب دلائل النبوۃ کی جانب اختصار کے ساتھ اشارہ کیا ہے، اور امام اصبہانی پانچویں صدی ہجری کے ہیں، جنہوں نے بھی اپنی کتاب میں ثابت روایات ذکر کرنے کی شرط نہیں رکھی ہے، شاید اسی لیے اس روایت کی سند میں أبو بكر بن أبي مريم الغسّاني الشامي راوی ہے جسے امام ذہبی نے دیوان الضعفاء اور ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں ضعیف قرار دیا ہے، اسی روایت میں اور ایک راوی عمرو بن محمد الصباح ہے، جس کی سوانح حیات **Biography** غیر معروف ہے، لہذا نبی ﷺ کی ولادت کے موقع پر جھنڈے یا جھنڈیوں کا استعمال ثابت ہی نہیں ہے، بفرضِ مُحال اگر باعتبار سند ثابت بھی ہو جائے تو اسے دلیل بناتے ہوئے کتنے صحابہ وتابعین، سلفِ صالحین اور ائمہ ومحدثین نے ایسا عمل کیا ہے؟ جب کہ ماہِ ربیع الأول ہر سال چلا آ رہا ہے۔

☆ بعض لوگوں نے میلاد کے موقع پر خوشی منانے کے لیے صحیح بخاری کی روایت سے استدلال کیا اور کہا کہ مدینے میں جب عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی تو صحابہ کرام بے انتہا خوش ہوئے، کیونکہ ایک اُمّتی کی ولادت پر اظہارِ مسرّت کی جب یہ کیفیت تھی تو امام الانبیاء ﷺ کی ولادت باسعادت کی نسبت سے ان کی خوشیوں اور مسرتوں کا کیا عالم رہا ہوگا؟

درحقیقت صحیح حدیث سے غلط استدلال کیا گیا ہے‘ کیونکہ صحابہ کے درمیان کسی کی بھی ولادت پر اگر زائد خوشی منانا معروف بات ہوتی تو صرف عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت پر خوشی کا تذکرہ نہیں ہوتا کیونکہ نبوت کے بعد تیئیس سال تک کئی ایک صحابہ کی ولادت ہوئی‘ جب صرف عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت پر خصوصی طور پر خوشی کا تذکرہ ہے تو اس حدیث کو بغیر تعصب دیکھنے پر اس خوشی کی دو وجوہات معلوم ہوتی ہیں‘ پہلی وجہ یہ تھی کہ دین اسلام آنے کے بعد (مدینے میں مہاجرین کے یہاں) یہ سب سے پہلے بچے تھے‘ دوسری وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں سے کہا گیا تھا کہ یہود نے تم پر جادو کیا ہے‘ لہٰذا تمہارے یہاں ولادت نہیں ہوگی‘ ان دو وجوہات کی بنا پر صحابہ نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت پر خوشی کا اظہار کیا۔

کاش علمی خیانت کرنے والے علماء احادیث کی من مانی تاویلات کرنے میں اپنی نگاہوں سے عصبیت کی پٹی ہٹا کر امانت و دیانت کا خیال رکھتے تو بہت بہتر تھا۔

☆ بعض لوگوں نے میلاد پر چندے وصول کرنے کے لیے خلفائے راشدین کے اقوال بیان کیے ہیں‘ مثال کے طور پر:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے میلاد کے موقع پر ضیافت کی نیت سے ایک درہم خرچ کیا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنت میں رہے گا۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے میلاد کے موقع پر ضیافت کی نیت سے ایک درہم خرچ کیا تو گویا اس نے جنگ بدر و جنگ حُنین میں شرکت کی۔

قرآنی آیات سے من مانی کھلواڑ‘ ثابت احادیث کی باطل تاویلات‘ کے بعد خلفائے راشدین پر بھی بے بنیاد باتیں وضع کرتے ہوئے بعض لوگ چندے وصول کرتے ہیں‘ جب کہ ان کی جانب منسوب اقوال احادیث کی کسی بھی معتبر و مستند کتاب میں نہیں ہیں‘ کہا جاتا ہے کہ یہ اقوال ابن حجر الھیتمی سن وفات ۹۷۴ ہجری کی النعمة الكبرى على العالم فی مولد سید ولد آدم میں ہیں جو دسویں صدی ہجری کے ہیں‘ لیکن یہ کتاب بآسانی فراہم نہیں ہے‘ اگر فراہم بھی ہو جائے تو اس میں اسانید ہیں یا نہیں دیکھا جائے گا‘ اگر اسانید ہوں بھی تو ثابت درجے کی ہیں یا نہیں‘ یہ کام بھی تحقیق طلب ہے۔

خلاصہ کلام

☆ نبی ﷺ سے محبت بے شک ایمان کی علامت ہے۔

☆ ہمارا دین ناقص نہیں بلکہ مکمل ہے۔

☆ صحابہ وتابعین اور ائمہ ومُحدِّثین نے دین کی تکمیل کے بعد دین میں مختصر اور اچھے کام کے اضافے کو بھی ناپسند کیا۔

☆ ہر بدعت گمراہی ہے۔

☆ جن کاموں جیسے عید میلاد، گیارہویں، فاتحہ، زیارت، چہلم، برسی، عرس ۔۔۔ کا امکان کے باوجود کتاب وسنت اور سلف امت سے ہمیں بالکل ثبوت نہیں ملتا ہے ان کاموں کو چھوڑنے پر ثواب اور کرنے پر عذاب ہوسکتا ہے۔

☆ عید میلاد النبی ﷺ کی ابتداء اہل سنت نے نہیں بلکہ چوتھی صدی ہجری میں رافضی شیعہ نے کی ہے۔

☆ ۱۲/ وفات (عید میلاد النبی ﷺ) کے موقع پر ۱۲ سے زیادہ گناہ کے کام سرزد ہوتے ہیں۔

☆ عید میلاد النبی ﷺ کو جائز قرار دینے والی دلیلیں تحقیق وتوثیق کے اعتبار سے بے بنیاد ہیں، بعض قرآنی آیات ہیں اور ایسی دلیلیں ہیں جو سند کے کے اعتبار سے ثابت تو ہیں لیکن ان میں تعصب کی بنا پر معنوی تحریف کی گئی ہے۔

اللہ تعالی ہم تمام کو دین کی صحیح سمجھ اور اس پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

واللہ أعلم، وصلی اللہ علی النبيِ وسلم۔

فہرست مصادر و مراجع

قرآن مجید

کتب تفسیر

(١)تفسير طبري ' (٢)تفسير بيضاوى' (٣) تنوير المقباس من تفسير ابن عباس رضي الله عنهما لمجد الدين الفيروزآبادي'(٤) النكت والعيون تفسير الماوردي' (٥) تفسير روح المعانى للآلوسي' (٦) المنتخب تفسير علماء أزهر مصر' (٧) تفسير بغوي' (٨) تفسير البحر المحيط لأبي حيان الأندلسي' (٩) تفسير ابن كثير '
(١٠) التفسير الميسرلمجموعة من العلماء تحت إشراف التركي ـ

کتب عقیدہ

(۱۱) الاعتصام للشاطبى' (۱۲)السنة لمحمد بن نصر المروزي' (١٣) الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية ومجانبة الفرق المذمومة لابن بطة العكبري' (١٤) شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للآلكائي' (١٥) علم أصول البدعة لعلي الحلبي الأثري' (١٦) المورد في عمل المولد لتاج الدين الفاكهاني ' (١٧) المورد الروي في المولد النبوي لملا علي قاري الحنفي' (١٨) حسن المقصد في عمل المولد للسيوطي ' (١٩) أحسن الكلام في ما يتعلق بالسنة والبدعة من الأحكام لمحمد بخيت المطيعي ' (٢٠) الباعث على إنكار البدع والحوادث لأبي شامة ' (۲۱) **میلاد النبی مؤلف ڈاکٹر محمد طاہر القادری' (۲۲) معمولات میلاد مؤلف ڈاکٹر محمد طاہر القادری' (۲۳) انوار میلاد النبی ﷺ مؤلف محمد رفیق انواری'** (۲۴)دلائل النبوة لأبى نعيم الاصبهاني'(۲۵) النعمة الكبرى على العالم فى مولد سيد ولد آدم لابن حجر الهيتمي۔

کتب حدیث

(۲۶) صحیح بخاری' (۲۷) صحیح مسلم' (۲۸) جامع الترمذی' (۲۹) سنن ابی داود' (۳۰) سنن ابن ماجہ' (۳۱) السنن الكبرى للبيهقي ' **(۳۲) سنن دارمی' (۳۳) مسند احمد' (۳۴) مصنف ابن ابی شیبۃ'** (۳۵) المعجم الكبير للطبراني' (۳۶) المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي' (٣٧) الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة لعبد الحي اللكنوي الحنفي۔

کتب شروح حدیث

(٣٨) فتح الباري شرح صحيح البخاري لابن حجر ' (٣٩) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح لملا علي قاري الحنفي۔

کتب علم الرجال وتراجم الرواۃ

(٤٠) ديوان الضعفاء للذهبي ' (٤١) تهذيب التهذيب لابن حجر ـ

کتب سیرت

(٤٢) لخصائص الكبرى للسيوطي۔

کتب تاریخ

(٤٣) المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار لتقي الدين المقريزي ' (٤٤) البداية والنهاية لابن كثير ' (٤٥) تأريخ الخلفاء للسيوطي' (٤٦) العبر في خبر من غبر للذهبي۔

کتب ادب

(٤٧) صبح الأعشى في صناعة الإنشا للقلقشندي

Eid

Milad-un-Nabi ﷺ